باب 4

ہندوستان میں غذائی تحفظ

4919CH04

مجموعی جائزہ (Overview)

- غذائی تحفظ کا مطلب ہے تمام لوگوں کو ہر وقت غذا ملتی رہے اور انہیں غذا تک آسانی کے ساتھ رسائی ہو نیز ان میں خریدنے کی استطاعت ہو۔ غریب کنبے جب بھی کبھی غذائی فصلوں کی پیداوار یا اس کی تقسیم سے متعلق مسئلے کا سامنا کرتے ہیں، تب غذائی عدم تحفظ کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ غذائی تحفظ یہ پی ڈی ایس (تقسیم کا عوامی نظام) اور سرکاری چوکسی اور وقتاً فوقتاً کی جانے والی کارروائی پر منحصر ہوتا ہے۔

غذائی تحفظ کیا ہے؟

زندہ رہنے کے لئے غذا اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ سانس لینے کے لیے ہوا۔ لیکن غذائی تحفظ کا مطلب صرف دو وقت کی روٹی حاصل کرنے سے کچھ زیادہ ہی ہے۔ غذائی تحفظ کی مندرجہ ذیل حدود ہیں:

(a) غذا کا حصول جس کے معنی ہیں ملک کے اندر غذا کی کل دستیابی جس میں ملک کے اندر غذائی پیداوار، غذائی درآمدات اور سرکاری اناج گوداموں میں پچھلے سالوں کا ذخیرہ شامل ہے۔

(b) رسائی کا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص کو غذا تک پہنچ حاصل ہو۔

(c) استطاعت کا یہ مطلب ہے کہ کسی شخص کو اپنی خوراکی ضروریات پوری کرنے کے لیے حسب ضرورت محفوظ اور تغذیائی غذا خرید کے لیے کافی رقم موجود ہے۔

اس طرح کسی ملک کے اندر غذائی تحفظ کی یقین دہانی صرف اسی صورت میں کرائی جا سکتی ہے اگر (1) تمام لوگوں کو کافی غذا حاصل ہو۔ (2) تمام لوگوں میں قابل قبول معیار کی غذا خریدنے کی اہلیت ہو (3) اور لوگوں تک غذا کی رسائی تک کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

1970 کے دہے میں غذائی تحفظ کا مطلب ''ہر وقت بنیادی'' غذائی اشیاء کی کافی سپلائی سمجھا جاتا تھا۔ (اقوام متحدہ 1975) امرتیہ سین نے غذائی تحفظ میں نئی جہت شامل کی اور اس کو اس کے کہنے کے استحقاق کے ذریعہ (اُنہوں نے اس کا نام استحقاق؛ Entitlements رکھا) رسائی پر زور دیا۔ یہ کسی شخص کے پیداوار کر سکنے، ریاست یا دوسری سماجی طور سے مہیا کی گئی سپلائی سے تبادلہ کرنے کی ایک ترکیب ہے۔ اس کے لحاظ سے غذائی تحفظ کی مفہوم میں کافی زیادہ تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ 1995 میں منعقدہ عالمی غذائی چوٹی کانفرنس میں اعلان کیا گیا کہ فرد، کنبے، علاقائی، قومی اور عالمی سطح پر غذا کا تحفظ اس وقت موجود ہوتا ہے جب سبھی لوگوں کی ایک سرگرم اور صحت مند زندگی کے لیے اپنی خوراک اور غذائی ترجیحات پورا کرنے کے لئے کافی، محفوظ اور قوت بخش غذا تک جسمانی اور معاشی رسائی

حاصل ہو۔ (غذائی اور زراعتی تنظیم FAQ، 1996 صفحہ
3) یہ اعلان مزید تسلیم کرتا ہے کہ غذا تک رسائی میں بہتری
کے لیے غربت مٹانا ضروری ہے۔

غذائی تحفظ کی ضرورت کیوں ہے؟

سماج کا غریب طبقہ اکثر غذائی طور پر عدم تحفظ کا شکار ہوسکتا ہے، جبکہ وہ لوگ بھی جو خط غربت سے نیچے کی زندگی گزار رہے ہوں، غذائی ذخیرے کو اس وقت غیر محفوظ بنا سکتے ہیں جب کہ ملک قومی سطح پر پھیلی تباہی، زلزلے، خشک سالی، سیلابوں، سنامی سمندری زلزلوں اور وسیع پیمانے پر پھیلی فصلوں کی ناکامی کے نتیجہ میں پھیلے قحط قدرتی آفات کا سامنا کر رہے ہوں۔ قدرتی آفات کے دوران غذائی تحفظ کس طرح متاثر ہوتا ہے؟ قدرتی آفات کی وجہ سے مثلاً خشک سالی کے دوران غذائی اناجوں کی کل پیداوار گھٹ جاتی ہے۔ اس سے متاثرہ علاقوں میں غذا کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ غذا کی کمی کی وجہ سے، اناجوں کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ کچھ لوگ اتنی اونچی قیمتوں پر غذا خرید نہیں پاتے۔ اگر قدرتی آسمانی آفت کافی بڑے علاقے پر نازل ہوتی ہے، یا زیادہ مدت تک پھیلتی ہے تو یہ فاقہ کشی کی صورت پیدا کر سکتی ہے۔ کافی بھاری قسم کی فاقہ کشی کی نوعیت قحط کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

فاقہ کشی اور آلودہ پانی، گلی سڑی غذا کے مجبوری میں استعمال کے ذریعہ فاقہ کشی سے کمزوری کی بناء پر جسم کی مدافعت کی صلاحیت میں کمی سے وسیع پیمانے پر پھیلی وبا کے سبب اموات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو قحط زدہ علاقوں کی خصوصیت ہے۔

ہندوستان میں سب سے زیادہ تباہ کن قحط 1943 میں بنگال کی قحط سالی تھی۔ جس کے نتیجہ میں صوبہ بنگال کے تیس لاکھ لوگ فوت ہو گئے تھے۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ اس قحط میں سب سے زیادہ کون لوگ متاثر ہوئے تھے؟ زرعی مزدور، مچھیرے، مزدور اور دوسرے غیر مستقل مزدور ایسے لوگ تھے جو چاول کی قیمتوں میں زبردست اضافے کی وجہ سے سب سے زیادہ متاثر ہوئے۔ یہی وہ لوگ تھے جو اس قحط میں جاں بحق ہوئے۔

جدول **4.1**: صوبہ بنگال میں چاول کی پیداوار

سال	پیداوار (لاکھ ٹنوں میں)	درآمدات (لاکھ ٹنوں میں)	برآمدات (لاکھ ٹنوں میں)	کل دستیابی (لاکھ ٹنوں میں)
1938	85	-	-	85
1939	79	04	-	83
1940	82	03	-	85
1941	68	02	-	70
1942	93	-	01	92
1943	76	03	-	79

ماخذ: سین۔اے۔کے 1981 صفحہ 61

آیئے بحث کریں

1. کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بنگال میں قحط اس لئے آیا کیوں کہ وہاں چاول کی کمی تھی۔ درج بالا جدول کا مطالعہ کیجئے اور بتایئے کہ کیا آپ اس بیان سے اتفاق کرتے ہیں؟
2. کون سا سال غذائی حصول میں بے حد کمی دکھاتا ہے؟

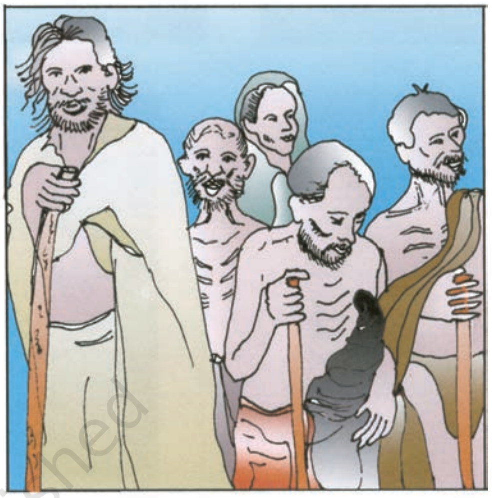

شکل **4.1**: راحت مرکز پر پہنچتے ہوئے فاقہ کشی کے شکار لوگ، 1945

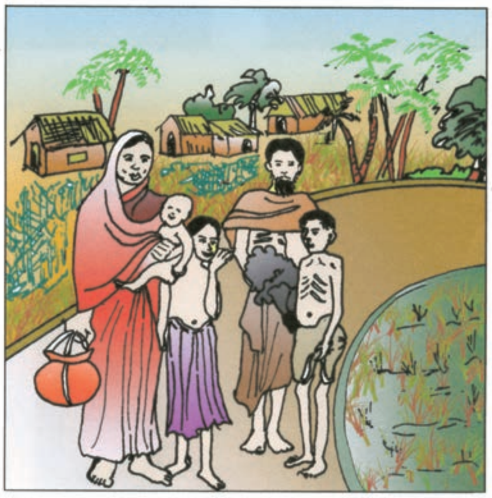

شکل **4.2**: 1943 کے قحط بنگال کے دوران ایک خاندان بنگال کے ضلع چٹا گانگ میں واقع اپنے گاؤں کو چھوڑتے ہوئے

مجوزہ سرگرمی

(a) آپ تصویر نمبر 4.1 میں کیا دیکھتے ہیں؟

(b) پہلی تصویر میں کس عمر کے لوگ دکھائی دے رہے ہیں؟

(c) کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ تصویر 4.2 میں دکھایا ہوا خاندان غریب ہے؟ کیسے؟

(d) کیا آپ دونوں تصاویر میں قحط پھیلنے سے پہلے دکھائے لوگوں کے ذریعۂ معاش کا اندازہ لگا سکتے ہیں؟ (گاؤں کے سیاق سباق میں)

(e) معلوم کیجئے کہ راحت کیمپ میں قدرتی آفات کے شکار لوگوں کو کس قسم کی مدد بہم پہنچائی جاتی ہے؟

(f) کیا آپ نے ایسے متاثرہ لوگوں کو پیسہ، غذا، کپڑوں یا دواؤں کی شکل میں کبھی اپنی امداد بھیجی ہے؟

پروجیکٹ کا کام: ہندوستان میں آئے قحطوں کے بارے میں معلومات جمع کیجئے۔

ہندوستان میں قحطِ بنگال کی طرح کبھی کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا۔ لیکن پریشان کن بات تو یہ ہے کہ آج بھی اڑیسہ میں واقع کالا ہانڈی اور کاشی پور جیسے مقامات میں جہاں متعدد سالوں سے قحط جیسے حالات موجود ہیں اور جہاں قحط کی وجہ سے چند اموات بھی بتائی گئی ہیں۔ حالیہ سالوں میں راجستھان کے ضلع باران، جھارکھنڈ کے ضلع پلاموٗ اور دوسرے دور دراز کے علاقوں میں بھی فاقہ کشی کے نتیجے میں اموات کی خبریں آئی ہیں۔

وہ کون لوگ ہیں جو غذا کے معاملے میں غیر محفوظ ہیں؟

اگر چہ ہندوستان میں لوگوں کا ایک بڑا طبقہ خوراک اور غذا کے معاملے میں عدم تحفظ کا شکار ہے، سب سے زیادہ متاثر وہ گروپ ہیں جو اپنے گزارے کے لئے کاشت کی زمین سے محروم ہیں یا ان کے پاس بہت کم زمین ہے۔ اس گروپ میں روایتی دستکار، روایتی خدمات دینے والے، چھوٹے چھوٹے خود روزگار مزدور، محتاج و مفلس اور بھکاری لوگ شامل ہیں۔ شہروں میں غذائی طور پر غیر محفوظ خاندان وہ ہیں جن کے کام کرنے والے عام طور سے کافی کم آمدنی والے پیشوں اور اتفاقی محنت بازار میں لگے ہوتے ہیں۔ یہ مزدور زیادہ تر موسمی سرگرمیوں میں لگے رہتے ہیں اور ان کو اجرت اس درجہ کم ملتی ہے کہ جس سے بس گزارہ ہی ممکن ہوسکتا ہے۔

راموکی کہانی

رامو رائے پور گاؤں میں ایک عارضی یا اتفاقی مزدور کی حیثیت سے کھیت پر کام کرتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا بیٹا سومو بھی جس کی عمر 10 سال ہے، گاؤں کے سرپنچ ست پال سنگھ کے مویشیوں کے گڈریئے کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔ سرپنچ نے سومو کو پورے سال کے لئے ملازم رکھا ہے اور اس کو اپنی اس خدمت کے عوض 1000 روپئے سالانہ ملتا ہے۔ رامو کے مزید تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں لیکن ان کی عمر اتنی کم ہے کہ وہ کھیت پر کام نہیں کر سکتے۔ اس کی بیوی سنہری بھی (جزوی وقت کی ملازم) گھر کی مویشیوں کی دیکھ بھال اور ان کے گوبر کے نمٹانے کا کام کرتی ہے۔ اس کو اپنے اس کام کے لئے یومیہ آدھا لیٹر دودھ اور سبزیوں کے ساتھ تھوڑا سا پکا ہوا کھانا ملتا ہے۔ اس کے علاوہ کافی مشغول موسم میں وہ اپنے شوہر کے ساتھ کھیت پر بھی کام کرتی ہے اور اس کی آمدنی میں اضافہ کرتی ہے۔ زراعت چونکہ ایک موسمی سرگرمی ہوتی ہے، اس لئے رامو صرف بوائی، پود لگانے اور فصل کی کٹائی کے دوران ہی مصروف رہتا ہے۔ وہ پودوں کے اگنے اور ان کے بڑھنے کے دوران سال میں تقریباً چار ماہ بیکار رہتا ہے۔ اس لئے وہ اس مدت میں دوسری سرگرمیوں میں کام تلاش کرتا ہے۔ کبھی کبھی اس کو بھٹّے پر گاؤں میں اینٹیں لگانے یا تعمیراتی سرگرمیوں میں کام مل جاتا ہے۔ اپنی ان تمام تر کوششوں کے نتیجہ میں رامو نقد یا جنس کی شکل میں اتنی رقم تو کما ہی لیتا ہے جس سے اپنی فیملی کے لئے اس کو دو وقت کی روٹی میسر ہو جاتی ہے۔ تاہم، جن دنوں اس کو کام نہیں ملتا، اس کو اور اس کی فیملی کو واقعی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور بعض اوقات اس کے چھوٹے بچوں کو بھوکے ہی سونا پڑتا ہے۔ فیملی ممبران کو دودھ اور سبزیاں باقاعدگی سے میسر نہیں ہوتیں، رامو ان چار مہینوں میں غذائی طور سے غیر محفوظ ہو جاتا ہے، جب زراعتی کام کی موسمی نوعیت کی وجہ سے وہ بیکار رہتا ہے۔

آیئے بحث کریں

- زراعت ایک موسمی سرگرمی کیوں ہے؟
- رامو سال میں چار ماہ بیکار کیوں رہتا ہے؟
- جب رامو بیکار رہو تو وہ کیا کرتا ہے؟
- رامو کے خاندان کی آمدنی میں کون لوگ اضافہ کرتے ہیں؟

- جب راموکو کام نہیں ملتا تو اس کو مشکلات کا سامنا کیوں کرنا پڑتا ہے؟
- راموکب غذائی طور سے غیر محفوظ ہو جاتا ہے؟

احمد کی کہانی

احمد بنگلور میں رکشا چلاتا ہے۔ وہ جھمری تلیا سے اپنے بوڑھے ماں باپ، تین بھائیوں اور دو بہنوں کے ساتھ یہاں آ کر آباد ہو گیا ہے۔ وہ ایک جھگی میں رہتا ہے۔ اس کے خاندان کے تمام ارکان کی بقا روزانہ رکشہ چلا کر کی ہوئی کمائی پر منحصر ہے۔ تاہم، اس کا روزگار محفوظ نہیں ہے اور اس کی روزانہ آمدنی میں اتار چڑھاؤ آتا رہتا ہے۔ چند دن تو ایسے بھی آتے ہیں جب اس کی اچھی خاصی کمائی ہو جاتی ہے، جس سے کہ وہ اپنی روزمرہ کی اشیاء ضروریہ خریدنے کے بعد تھوڑی بہت رقم بچا لیتا ہے، تاہم خوش قسمتی سے احمد نے پیلا کارڈ بنوا لیا ہے جو خطِ غربت سے نیچے کی زندگی گزار رہے لوگوں کے لئے ''پی ڈی ایس کارڈ'' ہے۔ اس کارڈ سے احمد کو اپنے روزانہ استعمال کے لئے گیہوں، چاول، چینی اور مٹی کے تیل کی کافی مقدار مل جاتی ہے۔ اس کو یہ تمام اشیاء بازار کے بھاؤ سے آدھی قیمت پر دستیاب ہو جاتی ہیں، وہ اپنا ماہانہ ذخیرہ (راشن) ایک مخصوص دن خریدتا ہے جب خطِ غربت سے نیچے کے لوگوں کے لیے دوکان کھلتی ہے۔ اس طرح سے، احمد اپنی بقا کی خاطر تنگی سے خرچ کرتے ہوئے اپنی بہت کم کمائی میں اپنے اس بڑے خاندان کا خرچ چلا رہا ہے جہاں وہ اکیلا کمانے والا ممبر ہے۔

آیئے بحث کریں

- کیا احمد کو رکشا چلانے سے مسلسل آمدنی ہوتی رہتی ہے؟
- پیلے کارڈ نے رکشا چلانے سے حاصل معمولی سی کمائی میں کس طرح اپنی خاندان کا خرچ چلانے میں احمد کی مدد کی؟

غذا خریدنے میں نااہلی کے ساتھ سماجی ترکیب (سماجی تشکیل) بھی غذائی غیر تحفظ میں اہم کردار نبھاتی ہے۔ درج فہرست ذاتیں، درج فہرست قبائل اور پسماندہ ذاتوں کے چند طبقات (ان کے اندر موجودہ نچلی ذاتیں) بھی جن کے پاس یا تو تھوڑی سی زمین ہے یا ان کی زمین سے پیداوار کم ہوتی ہو، غذائی غیر تحفظ کے تحت شکار ہو سکتے ہیں۔ قدرتی آفات سے متاثرہ لوگ بھی جو کام کی تلاش میں دوسرے علاقوں کی طرف ہجرت کرتے ہیں، غذائی طور سے بے حد غیر محفوظ ہوتے ہیں۔ ان حالات میں عورتوں میں ناکافی تغذیہ سے ہونے والا نقص پایا جاتا ہے۔ یہ معاملہ نہایت سنجیدہ نوعیت کا ہے کیونکہ اس سے پیدا ہونے والے بچوں میں بھی اچھی غذا کے کم ہونے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی ماؤں کی ایک بڑی تعداد اور 5 سال سے کم عمر کے بچے غذائی طور سے غیر محفوظ آبادی کا ایک بڑا حصہ ہیں۔

نیشنل ہیلتھ اینڈ فیملی سروے (NHFS) 1998-99 کے مطابق ایسی عورتوں اور بچوں کی تعداد تقریباً 11 کروڑ ہے۔

متذکرہ بالا غذائی طور سے غیر محفوظ لوگوں کے زمرے غیر متناسب طور سے ملک کے چند ایسے خطوں میں کافی زیادہ ہیں جہاں غربت کے واقعات کے ساتھ معاشی طور سے پس

ماندہ، ریاستیں، قبائلی اور دور دراز کے علاقے اور قدرتی آفات کے امکانی علاقے موجود ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اترپردیش (مشرقی اور جنوب مشرقی حصے)، بہار، جھارکھنڈ اڈیسہ، مغربی بنگال، چھتیس گڑھ، مدھیہ پردیش کے چند حصے اور مہاراشٹر جیسی ریاستوں میں پورے ہندوستان میں موجود ہیں۔ غذائی طور سے محفوظ لوگوں کی سب سے بڑی تعداد ان ہی ریاستوں میں رہتی ہے۔

غذائی غیر تحفظ کو ظاہر کرنے والا دوسرا پہلو بھوک ہے۔ بھوک صرف غربت کا اظہار ہی نہیں، بلکہ یہ غربت لانے کا سبب بنتی ہے۔ اس لئے غذائی تحفظ میں موجودہ بھوک اور مستقبل میں امکانی بھوک کے خطرات کو گھٹانا بھی شامل ہے۔ بھوک دائمی اور موسمی دونوں طرح کی ہوتی ہے۔ دائمی بھوک مقدار میں یا معیار کے معنوں میں مسلسل ناکافی خوراک کا نتیجہ ہے۔ غریب لوگ اپنی بے حد کم آمدنی اور اس کے نتیجہ میں گزارے تک کے لیے غذا خریدنے کی نااہلیت کی وجہ سے دائمی بھوک کا شکار بن جاتے ہیں۔ موسمی بھوک کا تعلق غذا کی پیداوار اور فصل کاٹنے کے چکر سے ہوتا ہے۔ زراعتی سرگرمیوں کی موسمی نوعیت کی وجہ سے یہ صورت گاؤں میں پیدا ہوتی ہے۔ اور عارضی مزدوری کی وجہ سے شہروں میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً شہروں میں برسات کے موسم میں غیر مستقل تعمیراتی مزدوروں کے لیے کام کم ہوتا ہے۔ اس نوعیت کی بھوک اس وقت برقرار رہتی ہے جب کسی شخص کو سارے سال کام نہ مل سکے۔

جدول **4.2**: ہندوستان میں بھوک کی حالت میں کنبوں کا فیصد

سال	بھوک کی قسمیں		
	موسمی	دائمی	کل
دیہی			
1983	16.2	2.3	18.5
1993-94	4.2	0.9	5.1
1999-2000	2.6	0.7	3.3
شہری			
1983	5.6	0.8	6.4
1993-94	1.1	0.5	1.6
1999-2000	0.6	0.3	0.9

ماخذ: ساگر (2004)

جیسا کہ مندرجہ بالا جدول میں دکھایا گیا ہے، ہندوستان میں موسمی اور دائمی بھوک کی فیصد میں کمی واقع ہوئی ہے۔

آزادی کے وقت سے ہی غذائی اناجوں میں خود کفالت ہندوستان کا مقصد رہا ہے۔

آزادی کے بعد سے ہی ہندوستانی پالیسی بنانے والوں نے غذائی اناجوں میں خود کفالت حاصل کرنے کے لئے تمام اقدامات کیے۔ ہندوستان نے زراعت میں نئی حکمت عملی اختیار کی جس کا نتیجہ ''سبز انقلاب'' کی شکل میں برآمد ہوا، خاص طور سے گیہوں اور چاول کی پیداوار میں۔

اس وقت کی ہندوستان کی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے جولائی 1968ء میں ایک مخصوص ٹکٹ بہ عنوان ''گیہوں کے انقلاب'' کا اجرا، کرتے ہوئے زراعت میں سبز انقلاب کے لیے سرکاری طور سے کی گئی پر اثر کوششوں کو سراہا تھا۔ گیہوں کی پیداوار میں کامیابی کو

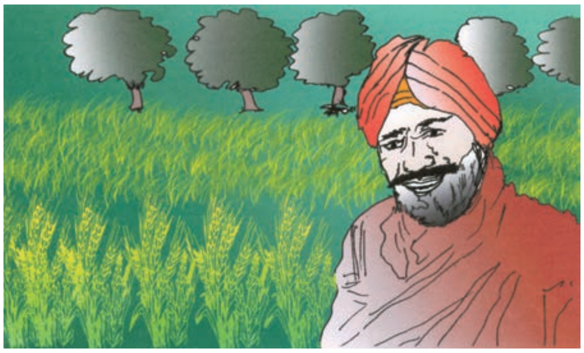

شکل 4.3: ایچ وائی وی (زیادہ پیداوار دینے والی قسم) گیہوں کے ایک کھیت میں کھڑا ہوا پنجاب کا ایک کسان سبز انقلاب کی بنیاد یہی ایچ وائی وی بیج ہے۔

چاول میں بھی دہرایا گیا۔ تاہم، غذائی اناجوں میں اضافہ غیر متناسب تھا۔ پیداوار کی سب سے اونچی شرح اتر پردیش اور مدھیہ پردیش میں تھی، جہاں غذائی اناجوں کی پیداوار 2015-16 میں 44.01 ملین ٹن اور 30.21 ملین ٹن تک جا پہنچی تھی۔ 2015-16 کل غذائی اناجوں کی پیداوار 252.22 ملین تھی جو 2016-17 ملین تھی جو 2016-17 میں 275.68 ملین ٹن میں تبدیل ہوگئی۔

اتر پردیش اور مدھیہ پردیش میں 2015-16 میں گیہوں کے معاملے میں 26.87 اور 17.69 بالترتیب قابل ذکر پیداوار درج کی۔

مجوزہ سرگرمی

نزدیکی گاؤں میں چند کھیتوں کا معائنہ کیجیے اور ان میں کسانوں کی کاشت کردہ غذائی فصلوں کی تفصیلات جمع کیجیے۔

ہندوستان میں غذائی تحفظ

1970 کے عشرے کے ابتدائی حصے میں سبز انقلاب کے آنے کی مدت سے ہی ملک نے ناسازگار موسمی حالات کے باوجود قحط کی سی حالت سے ملک کو بچائے رکھا ہے۔

گزشتہ تیس سالوں میں ہندوستان غلہ کی پیداوار میں خود کفیل ہوگیا ہے کیونکہ پورے ملک میں مختلف قسم کی فصلیں اُگائی جانے لگی ہیں۔ پورے ملک کی سطح پر غذائی اناجوں کے حصول کی مزید یقین دہانی (ناسازگار موسمی حالات یا کسی دوسری وجہ سے) حکومت کے بڑے غور و فکر سے بنائے گئے غذائی تحفظ کے نظام کی مدد سے کرائی گئی ہے۔ اس نظام کے دو حصے ہیں۔ (a) بفر یا محفوظ اسٹاک اور (b) تقسیم کا عوامی نظام۔

احتیاطی ذخیرہ (Buffer Stock) کیا ہے؟

بفر اسٹاک گیہوں اور چاول جیسے غذائی اناجوں کا وہ ذخیرہ ہے جس کو حکومت فوڈ کارپوریشن آف انڈیا **(FCI)** کے ذریعہ حاصل کرتی ہے۔ ایف سی آئی ان ریاستوں میں کسانوں سے گیہوں اور چاول خریدتی ہے جہاں پیداوار فاضل ہوتی ہے۔ کسانوں کو ان کی فصلوں کے لیے پیشگی اعلان شدہ قیمت ادا کی جاتی ہے۔ یہ قیمت **کم سے کم معاون قیمت** (MSP) کہلاتی ہے۔ کسانوں کو ان فصلوں کی پیداوار بڑھانے کی ترغیب دلانے کے لئے، ہر سال بوائی کے موسم سے پہلے ہر حکومت معاون قیمت کا اعلان کرتی ہے۔ خریدے ہوئے ان اناجوں کا ذخیرہ اناج کے گوداموں میں کیا جاتا ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ حکومت یہ بفر اسٹاک کیوں رکھتی ہے؟ یہ اسٹاک (ذخیرہ) اناج کی کمی والے علاقوں اور سماج کے غریب طبقہ میں بازار کے بھاؤ جس کو **رائج قیمت (Issue Price)** کہتے ہیں، سے کم قیمت پر تقسیم کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ یہ

گراف **4.1**: ہندوستان میں غذائی اناجوں کی پیداوار (ملین ٹن)

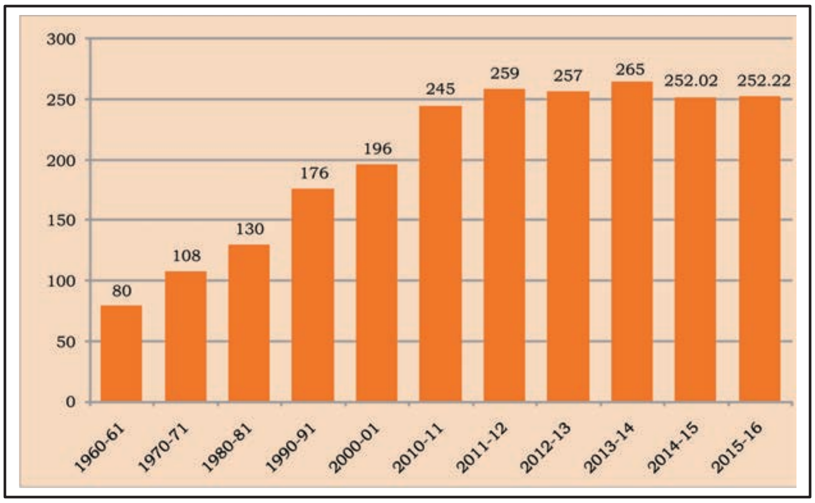

ماخذ: معاشی جائزہ 2011-12، 2013-14 اگریکلچرل اسٹیٹک-2014

ناسازگار موسمی حالات کے دوران اور آسمانی آفات کے زمانے میں غذائی کمی کے مسئلہ کو حل کرنے میں بھی مدد کرتا ہے۔

آیئے بحث کریں

گراف 4.1 کا مطالعہ کیجیے اور مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے۔

(a) ہمارے ملک نے کس سال غذائی اناج کی پیداوار میں 200 ملین ٹن سالانہ نشانہ پار کیا؟

(b) کون سے عشرے میں ہندوستان کو غذائی اناج کی پیداوار میں سب سے زیادہ دہائی اضافہ کا تجربہ ہوا؟

(c) کیا 2000-01 کی مدت سے پیداوار میں اضافہ مسلسل جاری ہے؟

تقسیم کا عوامی نظام کیا ہے؟ (PDS)

فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کے ذریعہ حاصل کیے گئے غذائی اناج سماج کے غریب طبقہ میں سرکاری منظور شدہ دوکانوں کے ذریعہ تقسیم کیے جاتے ہیں۔ یہ تقسیم کا عوامی نظام کہلاتا ہے۔ آج کل زیادہ تر علاقوں، گاؤں، قصبات اور شہروں میں راشن کی دوکانیں کھلی ہوئی ہیں۔ پورے ملک میں تقریباً 5.5 لاکھ راشن کی دکانیں موجود ہیں۔ ان کو مناسب قیمت کی دوکانیں (فیئر پرائس شاپس) بھی کہا جاتا ہے۔ جو غذائی اناج، چینی اور مٹی کا تیل سستے داموں پر فروخت کے لیے رکھتی ہیں۔ یہ اشیاء لوگوں کو بازار بھاؤ سے کم قیمت پر فروخت کی جاتی ہیں۔ ہر وہ فیملی جس کے پاس راشن کارڈ ہو، ہر مہینے اپنے قریب کی راشن کی دوکان سے ان اشیاء کی مقررہ مقدار خرید سکتی ہے (مثلاً 35 کلوگرام اناج، 5 لیٹر مٹی کا تیل اور 5 کلوگرام چینی وغیرہ)۔

راشن کارڈ تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (a) انت اودیہ کارڈ، بے حد غریب لوگوں کے لیے، (b) بی پی ایل کارڈ، ان لوگوں کے لیے جو خطِ غربت سے نیچے کی زندگی گزار رہے ہیں اور (c) اے پی ایل کارڈ بقیہ تمام لوگوں کے لیے۔

مجوزہ سرگرمی

اپنے علاقے کی راشن کی دوکان پر جایئے اور وہاں سے درج ذیل معلومات حاصل کیجیے۔

1. راشن کی دوکان کھلنے کا کیا وقت ہے؟
2. راشن کی دوکان پر کون کون سی اشیا، فروخت کی جاتی ہیں؟
3. راشن کی دوکان پر فروخت ہونے والے چاول اور چینی کا موازنہ دوسرے مقامات پر پنساری کی دوکان پر فروخت ہونے والی قیمتوں سے کیجیے۔ (خطِ غربت سے نیچے کے خاندانوں کے لیے)
4. معلوم کیجیے:

کیا آپ کے پاس راشن کارڈ ہے؟
آپ کی فیملی نے اپنے کارڈ سے ابھی جلد ہی راشن کی دوکان سے کیا خریدا ہے؟
کیا لوگوں کو کسی دوسرے مسئلہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟
راشن کی دوکانیں ضروری کیوں ہیں؟

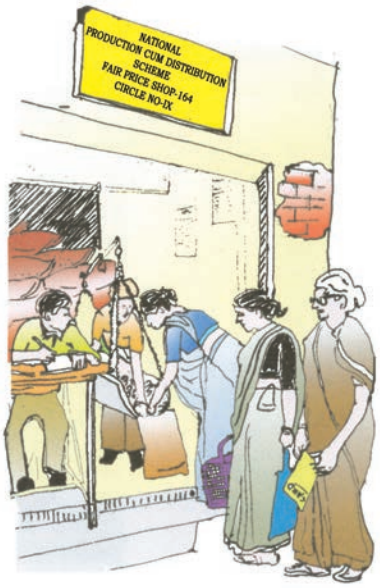

شکل: 4.4

قحطِ بنگال کے پس منظر کو دھیان میں رکھتے ہوئے، ہندوستان میں 1940 کے دہے میں راشن کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ سبز انقلاب سے پہلے، 1960 کے دہے کے دوران، غذائی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے، راشن کا نظام دوبارہ شروع کیا گیا تھا۔ 1970 کے دہے کے وسط میں این ایس ایس او (NSSO) کی رپورٹ کے مطابق حکومت نے دخل اندازی کرتے ہوئے تین پروگرام شروع کیے: اناجوں کے لئے تقسیم کا عوامی نظام (PDS) (جو پہلے موجود تھا لیکن اس کے بعد اس کو مزید مضبوط بنایا گیا)، بچے کی نشوونما کے لیے مربوط خدمات (انٹگریٹڈ چائلڈ ڈولپمنٹ سروسیز- ICDS) جس کو 1975 میں تجربے کے طور پر شروع کیا گیا تھا اور کام کے بدلے اناج** (Food for work-FFW) جیسے پروگرام کے تحت لایا گیا تھا جس کی شروعات 1977-78 میں ہوئی تھی۔ آئندہ سالوں میں کئی نئے پروگرام شروع کیے گئے اور پروگراموں کو چلانے کے دوران حاصل تجربے کی روشنی میں چند پروگراموں کی تشکیل نو ہوئی۔ آج کل متعدد غربت مٹاؤ پروگرام (پاورٹی الیوئشن پروگرامس- PAPs) موجود ہیں جو زیادہ تر ان دیہی علاقوں میں ہیں جہاں واضح طور سے غذائی بلاک بھی ہیں۔ اس کے برعکس PDS اور دوپہر کے کھانے جیسے چند پروگرام خالصتاً غذائی تحفظ میں اضافہ کرتے ہیں۔ روزگار پروگرام غریبوں کی آمدنی کو بڑھاتے ہوئے غذائی تحفظ میں بے حد مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

مجوزہ سرگرمی

حکومت کے ذریعہ شروع کیے گئے چند ایسے پروگرام کے بارے میں تفصیلات اکٹھا کیجیے جو غذائی بلاک بھی ہیں۔

اشارہ: دیہی اجرت روزگار پروگرام، روزگار گارنٹی اسکیم، سمپورن گرامین روزگار یوجنا، دوپہر کا کھانا (مڈڈے میل) اور بچے کی نشوونما کے لیے مربوط خدمات وغیرہ۔

اپنے استاد سے معلومات کیجیے۔

نیشنل فوڈ سکیوریٹی ایکٹ، 2013

(The National Food Security Act.2013)

اس ایکٹ (NFS) کے تحت غذا اور تغذیہ کو مناسب قیمت پر لوگوں کو مہیّا کرانے کی گارنٹی دی گئی ہے اور وقار کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا مجاز بنایا گیا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت دیہی علاقے کی 75% اور شہری علاقے کی 50% آبادی کو غذائی تحفظ والے خاندان کے زمرے میں رکھا گیا ہے۔

جدول نمبر 4.3: پی ڈی ایس کی چند اہم خصوصیات

اسکیم کا نام	شروع ہونے والا سال	اسکیم کے تحت آنے والے گروپ	فی خاندان جدید ترین مقدار	موجودہ قیمت (روپیہ فی کلوگرام)
پی ڈی ایس	1992 تک	سب کے لئے	-	گ- 2.34 چا- 2.89
آر پی ڈی ایس	1992	پست ماندہ بلاک	20 کلوگرام غذائی اناج	گ- 2.80 چا- 3.77
ٹی پی ڈی ایس	1997	غریب اور غیر غریب بی پی ایل اے پی ایل	35 کلوگرام غذائی اناج	بی پی ایل-گ-4.15 چا-5.65 اے پی ایل-گ-6.10 چا-8.30
اے اے وائی	2002	بے حد غریب	35 کلوگرام غذائی اناج	گ- 2.00 چا- 3.00
اے پی ایس	2000	مفلس ونادار معمر شہری	10 کلوگرام غذائی اناج	مفت
نیشنل فوڈ سکیوریٹی ایکٹ (NFSA)	2013	کنبوں کو ترجیح	5 کلوگرام فی آدمی (مہینے میں)	گ - 2.00 چا - 3.00 موٹے اناج - 1.00

نوٹ: گ: گیہوں۔ چا: چاول۔ بی پی ایل: خطِ غربت سے نیچے۔ اے پی ایل: خطِ غربت سے اوپر۔

ماخذ: معاشی سروے

تقسیم کے عوامی نظام کی موجودہ حیثیت

غذائی تحفظ کی یقین دہانی کے لیے تقسیم کا عوامی نظام (PDS) حکومت ہندوستان کا اہم ترین قدم ہے۔ ابتدا، میں PDS ایک ایسا نظام تھا جو سب کے لیے تھا جس میں غریب اور غیر غریب میں کوئی امتیاز نہ تھا۔ کچھ سالوں بعد، اس کو زیادہ باصلاحیت اور ہدف پذیر بنانے کے لیے PDS پالیسی کی از سرِ نو تشکیل ہوئی۔ 1992 میں ملک کے اندر 1,700 بلاکوں کے اندر تقسیم کا ایک بہتر بنایا گیا عوامی نظام (ریویمپڈ پبلک ڈسٹری بیوشن سسٹم-RPDS) شروع کیا گیا۔ دور دراز اور پس ماندہ علاقوں میں پی ڈی ایس کے فوائد مہیا کرنا اس کا مقصد تھا۔ از سرِ نو کوشش کرتے ہوئے، جون 1997 سے تمام علاقوں میں غریبوں کو ہدف بنانے کے اصول کو اختیار کرنے کے لیے تقسیم کا ایک نشانہ بند عوامی نظام (ٹارگیٹیڈ پبلک ڈسٹری بیوشن سسٹم-TPDS) ایک بار پھر شروع کیا گیا۔ اب ایسا پہلی بار ہوا تھا جبکہ غریبوں اور غیر غریبوں کے لئے قیمتوں کی امتیازی پالیسی اختیار کی گئی۔ مزید یہ کہ 2000 میں دو مخصوص اسکیمیں شروع کی گئیں، یہ تھیں انت اودیے انا یوجنا (AAY) اور انا پورنا اسکیم (APS) جس میں خاص طور سے سماج کے غریب ترین افراد اور مفلس و نادار معمّر شہریوں کو نظر میں رکھا گیا تھا۔ ان دونوں اسکیموں کا کام موجودہ PDS نیٹ ورک سے جوڑ دیا گیا تھا۔

PDS کی چند اہم خصوصیات کا خلاصہ جدول نمبر 4.3 میں کیا گیا ہے۔

آنے والے سالوں میں مناسب قیمتوں پر صارفوں کو غذا مہیا کرانے اور قیمتوں کو برقرار رکھنے کے لیے پی ڈی ایس حکومتی پالیسی کا ایک پُر اثر ثابت ہوا ہے۔ یہ زائد پیداواری علاقوں سے کمی والے علاقوں تک غذائی سپلائی کے ذریعہ وسیع علاقے میں پھیلی بھوک اور قحط کو روکنے کے لیے ایک آلۂ کار رہا ہے۔ مزید براں، عام طور پر غریب کنبوں کے حق میں اناجوں کی قیمتوں پر نظر ثانی ہوتی رہی ہے۔ یہ نظام جس میں کم سے کم معاون کی قیمت بھی شامل ہے اور اناج کی وصولیابی نے

☆☆☆ انت اودے انا یوجنا (AAY)

اے اے وائی دسمبر 2000 میں شروع کی گئی تھی۔ اس اسکیم کے تحت نشانہ بند تقسیم کے عوامی نظام کے تحت خطِ غربت کے نیچے ایک کروڑ غریب ترین خاندانوں کی شناخت کی گئی۔ ان خاندانوں کی شناخت خطِ غربت کے نیچے زندگی گزارنے والے لوگوں کے سروے کے ذریعہ متعلقہ ریاستی ترقیاتی محکمات نے کی تھی۔ 2 روپیہ فی کلوگرام گیہوں اور 3 روپیہ فی کلوگرام چاول کی نہایت رعایتی قیمت پر ہر حق دار فیملی کو 25 کلوگرام غذائی اناج مہیا کیا گیا۔ اس مقدار کو بھی اپریل 2002 سے 25 کلو سے بڑھا کر 35 کلوگرام کر دیا گیا۔ جون 2003 اور اگست 2004 میں اسکیم کے تحت دوگنا کرتے ہوئے 50 لاکھ بی پی ایل خاندانوں کا اضافہ کیا گیا۔ اس اضافے کے ساتھ اے اے وائی کے تحت 2 کروڑ فیملیاں لائی گئیں۔

اعانت (سبسیڈی) ایک ایسی ادائیگی ہے جو حکومت کسی شے کے بازاری قیمت کی تکمیل کے لیے پیداوار کرنے والے کو ادا کرتی ہے۔ اس قسم کی سبسڈی گھریلو پیداوار کرنے والوں کے لیے اونچی آمدنی کو برقرار رکھتے ہوئے قیمتوں کو گرائے رکھتی ہیں۔

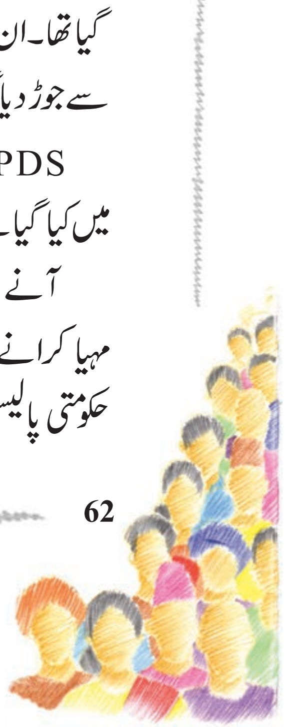

پیداوار کے اضافے میں مدد کی ہے اور مخصوص خطوں میں کسانوں کو ان کی آمدنی کا تحفظ مہیا کیا ہے۔

تاہم، متعدد وجوہات کی بنا پر پی ڈی ایس کو کافی تنقید کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ موجودہ اناج ذخائر میں روز افزوں اضافے کے باوجود، آج بھی بھوک کے واقعات سامنے آتے رہتے ہیں۔ ایف سی آئی (فوڈ کارپوریشن آف انڈیا) کے گوداموں میں اناج بھرے پڑے ہیں، جن میں کچھ مقدار تو گل سڑ جاتی ہے اور کچھ چوہے چٹ کر جاتے ہیں۔ گراف 4.2، 2012 تک غذائی اناجوں کے بڑھتے ذخائر کو دکھاتا ہے۔

جولائی 2014 میں ایف سی آئی کے پاس گیہوں اور چاول کا ذخیرہ 65.3 ملین ٹن تھا جو کم سے کم بفر ضابطوں سے کہیں زیادہ تھا۔ تاہم، حکومت کی طرف سے شروع کی گئی، مختلف، اسکیموں کے تحت غذائی اناجوں کی تقسیم کے بعد صورت میں خاطر خواہ اصلاح ہوئی۔ اس بات پر عام اتفاق پایا جاتا ہے کہ غذائی اناجوں کا حد سے زیادہ بفر اسٹاک بے حد غیر ضروری ہے۔ اور یہ ضائع بھی ہوسکتا ہے۔ غذائی اناجوں کا بھاری مقدار میں ذخیرہ کرنا، نقل و حمل پر آئی زیادہ لاگت کے ساتھ ساتھ بربادی اور اناج کے معیار میں گراوٹ کے لئے ذمہ دار ہے۔ چند سالوں کے لیے ایم ایس پی کے انجماد پر سنجیدگی سے غور ہونا چاہیے۔

بڑھائی ہوئی ایم ایس پی شرح پر غذائی اناجوں کی بڑھتی ہوئی تحصیل پنجاب، ہریانہ اور آندھرا پردیش جیسی زیادہ

گراف 4.2: چاول اور گیہوں کا اسٹاک بمقابلہ معیار (ملین ٹن)

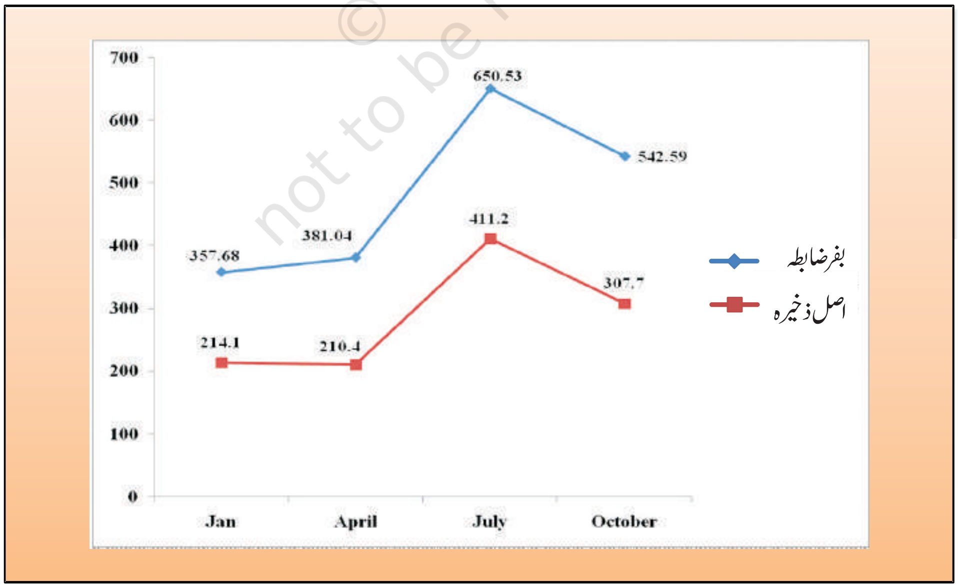

ماخذ: سینی ملین شویتا اور موریہ کوزی کا (2014)

بڑھتی ہوئی کم سے کم امدادی قیمتوں نے (MSP) حکومت کے ذریعہ غذائی اناجوں کو حاصل کرنے اور ان کے رکھ رکھاؤ کے اخراجات (Maintenance Cost) کو بڑھا دیا ہے۔ بڑھتا ہوا نقل و حمل اور ایف سی آئی کے ذریعہ ذخیرہ کرنے پر آئی لاگت اس اضافے میں مددگار دوسرے عوامل ہیں۔

آیئے بحث کریں

درج بالا گراف 4.2 کا مطالعہ کیجئے اور مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجئے۔

- کون سے حالیہ سال میں حکومت کے پاس غذائی اناج کا ذخیرہ (اسٹاک) سب سے زیادہ ہے؟
- ایف سی آئی کے لئے بفر اسٹاک کا کم سے کم معیار کیا ہے؟
- ایف سی آئی اناج گوداموں میں غذائی اناجوں کی کافی بڑی مقدار کیوں پہنچ رہی ہے؟

پیداوار کرنے والی ریاستوں کے دباؤ کا نتیجہ ہے۔ مزید برآں چونکہ غذائی اناجوں کی تحصیل چند خوش حال علاقوں (پنجاب، ہریانہ، مغربی اتر پردیش، آندھرا پردیش اور کچھ حد تک مغربی بنگال) خاص طور سے گیہوں اور چاول جیسی دو غذائی فصلوں پر مرکوز ہے۔ ایم ایس پی اضافوں نے کسانوں کو خاص طور سے زائد پیداواری ریاستوں کو موٹے اناجوں کی پیداوار کو نظر انداز کرتے ہوئے جو کہ غریبوں کی خاص غذا ہے، چاول اور گیہوں کی پیداوار کے لیے زمین کو مختص کرانے کی طرف مائل کیا ہے۔ چاول کی پیداوار میں پانی کے شدت سے استعمال نے ماحولی پست کاری میں اضافہ کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ سطح آب کو بھی گرایا ہے جس کی وجہ سے ان ریاستوں میں زراعتی ترقی کے استحکام کو خطرہ لاحق ہے۔ دوسری اہم تشویش ناک بات یہ ہے کہ پی ڈی ایس کے اندر کھلی نا اہلی دیکھنے میں آئی ہے۔

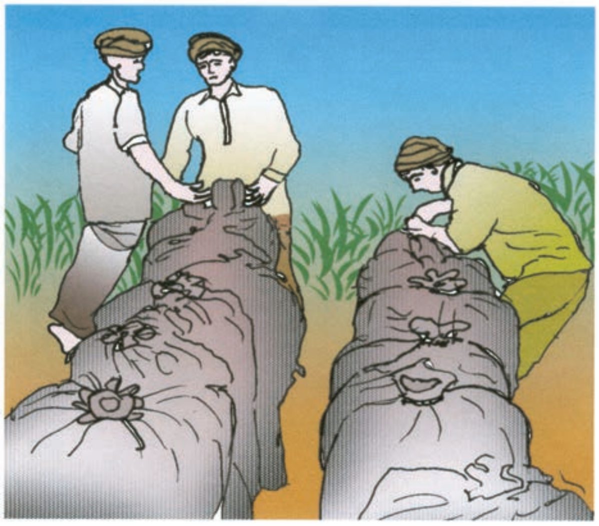

تصویر **4.5**: اناج کی بوریاں گوداموں میں لے جاتے ہوئے کسان

این ایس ایس او (NSSO) رپورٹ نمبر 558 کے مطابق دیہی ہندوستان میں فی افراد ہر ماہ 6.38 کلوگرام کی گراوٹ۔ 2004-2005 میں 5.98 کلوگرام 2011-2012 شہری ہندوستان میں گیہوں کا خرچ ہے۔ 2004-05 میں 4.71 کلوگرام سے 2011-12 میں 4.19 کلوگرام کی کمی آئی۔ دیہی علاقے کے مقابلے میں شہری علاقے میں چاول کی کھیت PDS دکانوں پر 2004-15 میں 66% اور 2004-05 میں شہری علاقے میں اسکا دوگنا خرچ ہے۔ 2004-05 میں ہندوستان میں دیہی اور شہری دونوں جگہ گیہوں کا فی کس خرچ دوگنا ہوگیا ہے۔ پی ڈی ایس اناج کا اوسطاً خرچ، صرف فی کس فی کلوگرام فی ماہ ہے۔ بہار، اڑیسہ اور اتر پردیش کی ریاستوں میں تو خرچ کے اعداد و شمار اوسطاً 300 گرام فی کس فی ماہ ہیں۔ پی ڈی ایس کے ڈیلرز زیادہ منافع حاصل کرنے کے لیے اناجوں کے کوٹہ کا رخ کھلے بازار کی جانب موڑنے، راشن کی دوکانوں پر گھٹیا معیار کا اناج فروخت کرنے، بے قاعدگی سے

دوکان کھولنے اور دکان کا لائسنس حاصل کرنے کے لئے سرکاری افسران کی مٹھی گرم کرنے جیسی بدعنوانیوں اور بد دیانتیوں میں ملوث پائے جاتے ہیں۔ راشن کی دکانوں میں یہ بات عام دیکھنے میں آتی ہے کہ یہاں مسلسل گھٹیا معیار کا غیر فروخت شدہ اناج کا ذخیرہ پڑا رہتا ہے۔ یہ ایک نہایت پیچیدہ مسئلہ بن چکا ہے۔ جب راشن کی دکانیں غذائی اناجوں کا ایک بھاری ذخیرہ فروخت نہیں کر پاتیں تو ایسے غذائی اناجوں کا ڈھیر ایف سی آئی میں لگ جاتا ہے۔ حالیہ سالوں میں ایک دوسرا عامل بھی کارفرما رہا ہے جو پی ڈی ایس کی گراوٹ کے لیے ذمہ دار ہے۔ پہلے ہر خاندان، وہ چاہے غریب ہو یا نہ ہو، چاول، گیہوں اور چینی وغیرہ جیسی اشیاء کا مقررہ کوٹے کا راشن کارڈ رکھتا تھا۔ یہ تمام اشیاء ہر خاندان کو کم قیمت پر فروخت کی جاتی تھیں۔ آج کل آپ جو تین قسم کے راشن کارڈ اور قیمتوں میں ترتیب دیکھتے ہیں، ان کا پہلے کوئی وجود ہی نہ تھا۔ خاندانوں کی ایک بڑی تعداد مقررہ کوٹے کے تحت راشن کی دوکانوں سے غذائی اناج خرید سکتی تھی۔ ان میں وہ خاندان بھی شامل تھے جن کی آمدنی خطِ غربت سے نیچے کے خاندانوں سے کچھ تھوڑی زیادہ تھی۔ اب، مختلف قیمتوں کے ٹی پی ڈی ایس کے ساتھ کسی بھی ایسے خاندان کو جو خطِ غربت سے اوپر ہو، راشن کی دوکان سے بہت کم ہی رعایت ملتی ہے۔ اے پی ایل خاندان کے لیے قیمت تقریباً اتنی زیادہ ہے جتنی کھلے بازار میں۔ اس لیے ایسی خاندانوں کو راشن کی دوکانوں سے غذائی اشیاء خریدنے میں کوئی ترغیب نہیں ملتی۔

غذائی تحفظ میں کوآپریٹو سوسائٹیوں کا کردار

کوآپریٹو سوسائٹیاں (امداد باہمی سوسائٹی) بھی ہندوستان میں خاص طور سے ملک کے جنوبی اور مغربی حصوں میں غذائی تحفظ مہیا کرنے میں اہم کردار نبھا رہی ہے۔ کواپریٹو سوسائٹیاں غریبوں کو کم قیمت پر اشیاء فروخت کرنے کے لئے دوکانیں کھولتی ہیں۔ مثال کے طور پر تمل ناڈ کے اندر مناسب قیمت والی تمام دوکانوں کی 94 فی صد دوکانیں کوآپریٹو سوسائٹیاں چلاتی ہیں۔ دہلی میں، مدر ڈیری، دہلی کی حکومت کی جانب سے طے شدہ کنٹرول ریٹ پر صارفوں کو دودھ اور سبزی کی رسد مہیا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ گجرات کا امول دودھ اور دودھ سے بنی دوسری اشیاء کی کوآپریٹو سوسائٹیوں کی ایک دوسری کامیاب مثال ہے اس کے ذریعہ ملک میں سفید انقلاب آیا ہے۔ یہ چند مثالیں ہیں ملک کے مختلف حصوں میں بہت ساری کوآپریٹو چلائی جا رہی ہیں، جو معاشرے کے مختلف طبقوں کی غذائی تحفظ کو یقینی بناتی ہیں۔ اسی طرح، مہاراشٹر میں اکیڈمی آف ڈولپمنٹ سائنس (ADS) نے ریاست کے مختلف خطوں میں اناج بینک قائم کرنے کے لئے ایک این جی او نیٹ ورک کی سہولت مہیا کی ہے۔ اے ڈی ایس (ADS)، این جی او (NGO) کے لیے تربیتی اور استعداد پیدا کرنے والے پروگرام منظّم کرتا ہے۔ اب مہاراشٹر کے مختلف حصوں میں اناج بینک بتدریج ابھر کر آ رہے ہیں۔ دوسرے این جی او (NGO's) کے ذریعہ نعم البدل کی سہولت مہیا کرنے کے لیے اناج بینک قائم کرنے کی ای ڈی ایس (ADS) کی اور حکومت کی غذائی پالیسی کو اثر انداز کرنے کے بڑے فوائد کھل کر سامنے آ رہے ہیں۔ ایک کامیاب اور اختراعی (ایجادی) تحفظ کی حیثیت سے اے ڈی ایس (ADS) پروگرام ایک کامیاب پروگرام تسلیم کیا جاتا ہے۔ سماج کے مختلف طبقات کے غذائی تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے ملک کے مختلف حصوں میں چل رہی بہت سی کوآپریٹو سوسائٹیوں کی یہ چند مثالیں ہیں۔

خلاصہ

کسی قوم کے غذائی تحفظ کی یقین دہانی اسی وقت ممکن ہے جب اس کے شہریوں کو کافی مقدار میں قوت بخش غذا حاصل ہو، اس کے تمام لوگوں میں قابل قبول مقدار میں غذا خریدنے کی سکت ہو اور ان کے لئے غذا تک رسائی کی راہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو۔ خطِ غربت سے نیچے کی زندگی گزار رہے لوگ ہر وقت غذائی طور سے غیر محفوظ ہو سکتے ہیں، جبکہ دولت مند لوگ کسی قدرتی آفت یا تباہی کے موقعہ پر غذا کو غیر محفوظ بنا سکتے ہیں۔ اگرچہ ہندوستان میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد غذائی اور تغذئی عدم تحفظ کی شکار ہے، سب سے زیادہ متاثرہ لوگ دیہی علاقوں میں بے زمین یا کم زمین والے کنبے یا دیہی علاقوں میں وہ لوگ ہیں جو کافی کم اجرت والے کام کرتے ہیں۔ ملک کے چند خطوں میں غذائی طور سے غیر محفوظ لوگ غیر متناسب طور پر کافی زیادہ ہیں۔ مثلاً غربت کے زیادہ واقعات کے ساتھ معاشی طور سے پسماندہ ریاستیں، قبائلی اور دور دراز کے علاقے اور وہ خطے جو قدرتی آفات کے تحت زیادہ حساس ہیں۔ سماج کے تمام طبقات کو غذائی حصول کی یقین دہانی کے لئے، حکومت ہندوستان نے بڑے غور و فکر کے بعد غذائی تحفظ کا نظام بنایا ہے۔ جس کے دو حصے ہیں: (a) بفر اسٹاک اور (b) تقسیم کا عوامی نظام۔ پی ڈی ایس (PDS) کے ساتھ ساتھ متعدد غریبی ختم کرنے کے پروگرام بھی شروع کیے گئے جو غذائی تحفظ کے بلاک سے تشکیل دیئے گئے تھے۔ ان میں سے چند پروگرام یہ ہیں: بچے کی نشو و نما کے لئے مربوط خدمات (انٹگریٹڈ چائلڈ ڈولپمنٹ سروسز-ICDS)، کام کے لیے اناج (فوڈ فار ورک-FFW)، دوپہر کا کھانا، انت اودیے انّا یوا جنا (AAY) وغیرہ۔ غذائی تحفظ کی یقین دہانی میں حکومت کے کردار کے ساتھ ساتھ اس سمت میں متعدد کوآپریٹو سوسائٹیاں اور این جی او (NGO's) غیر سرکاری تنظیمیں بھی پوری تن دہی سے سرگرم عمل ہیں۔

مشق

1. کسی ملک کے اندر غذائی تحفظ کی یقین دہانی کس طرح کی جاتی ہے؟
2. وہ کون لوگ ہیں جو غذائی تحفظ کے تحت زیادہ حساس ہیں؟
3. ہندوستان میں وہ کون سی ریاستیں ہیں جو غذائی طور سے زیادہ غیر محفوظ ہیں؟
4. کیا آپ کا خیال ہے کہ سبز انقلاب نے غذائی اناجوں میں ہندوستان کو خود کفیل بنا دیا ہے؟ کس طرح؟
5. یہ بتانے کے لئے حقائق پیش کیجیے کہ ہندوستان میں لوگوں کا ایک طبقہ آج بھی غذا سے محروم ہے؟
6. جب کسی مقام پر تباہی یا کوئی قدرتی آفت نازل ہوتی ہے تو وہاں کس طرح کی غذائی صورتِ حال پیش آتی ہے؟
7. موسمی بھوک اور دائمی بھوک میں فرق واضح کیجیے۔
8. ہماری حکومت نے غریبوں کو غذا مہیا کرنے کی سمت میں کیا کیا اقدام اٹھائے ہیں؟ حکومت کی جانب سے شروع کی گئی ایسی دو اسکیموں پر بحث کیجیے۔

9. حکومت بفراسٹاک کیوں رکھتی ہے؟

10. مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھئے۔

(a) کم سے کم امدادی قیمت (Support Price)

(b) بفراسٹاک

(c) جاری قیمت (Issue Price)

(d) مناسب داموں کی دکانیں (FPS)

11. راشن کی دکانوں کی کارکردگی کے راستے میں کون کون سے مسائل درپیش ہیں؟

12. غذا اور اس سے متعلقہ اشیاء مہیا کرنے میں کوآپریٹو سوسائٹیوں کے کردار پر ایک نوٹ لکھیے۔

حوالہ جات

دیو، ایس۔ مہندرا؛ کنّن، کے۔ پی۔ اورامچندرن، نیرا (ایڈیشن) (2003) ٹوورڈس اے فوڈ سکیور انڈیا (Towards a Food Secure India) اشوز اینڈ پالیسیز (Issues and Policies)، انسانی ترقی کا ادارہ، نئی دہلی۔

سینی شویتا اور ماریہ کوزیکا (2014)۔ ’ایوولوشن اینڈ کریٹک آف بفراسٹاکنگ پالیسی آف انڈیا‘، ورکنگ پیپر نمبر 283، انڈین کونسل فار ریسرچ آن انٹرنیشنل اکنامک ریلیشنز۔

ساگرودیا۔ 2004 ’’فوڈ سکیورٹی ان انڈیا‘‘ (Food Security in India) ہندوستان میں غذائی تحفظ پر اے ڈی آر ایف۔ آئی ایف آر آئی آخری میٹنگ میں پیش کیا گیا پیپر۔

سکسینہ۔ این۔ سی 2004 ’’سائنرجائزنگ گورنمنٹ افروٹس فار فوڈ سیکورٹی‘‘ (Synergising Government Efforts for Food Security) سوامی ناتھن، ایم۔ ایس۔ اور میڈرانو پیڈرو میں (ایڈیشن) ٹوورڈس ہنگر فری انڈیا (Towards Hunger Free India) ایسٹ۔ ویسٹ بکس، چینئی۔

سکسینہ، این۔ سی۔ 2004 ’’ری آرگنائزنگ پالیسیز اینڈ ڈلیوری فار الیویئٹنگ ہنگر اینڈ مالنوٹریشن‘‘ (Re-organising Policies and Delivery for Alleviating Hunger and Malnutrition) قومی غذائی تحفظ چوٹی کانفرنس میں پیش کیا گیا پیپر، نئی دہلی۔

سین، اے۔ کے 1983 ’’پاورٹی اینڈ فیمنز: این ایسے آن انٹائٹل منٹ اینڈ ڈیپری ویےشن‘‘ (Poverty and Famines: An Essay on Entitlement and Depriviation) آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔

شرما، ریکھا اور میناکشی۔ جے وی2004 ’’مائیکرونوٹرینٹ ڈیفیشنسیز ان اورل ڈائٹس‘‘ (Micromutrients Deficiencies in Rural Diets) بصیرت سے عمل کی جانب۔ ’’ٹوورڈز ہنگری فری انڈیا‘‘ پر مشورے کی کارروائیاں2007 سے الٹی گنتی‘‘، نئی دہلی۔

ایف اے او (عالمی غذائی تنظیم-1996) عالمی غذائی چوٹی کانفرنس1995۔ غذائی اور زراعتی تنظیم، روم۔

حکومت ہند، معاشی سروے2004-05، 2003-04، 2002-03۔ وزارتِ خزانہ، نئی دہلی۔

آئی آئی پی ایس2000۔ قومی صحت اور فیملی سروے۔ .2 آبادی کی سائنسوں کا بین الاقوامی ادارہ، ممبئی۔

یواین1975۔ عالمی غذائی کانفرنس کی رپورٹ، 1975 (روم) اقوام متحدہ، نیویارک۔

© NCERT
not to be republished